طبع دہم ______ جون ۲۰۰۶ء

نام کتاب ______ احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام

مؤلف ______ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

تعداد ______ ایک ہزار

مطبع ______ فائن بکس پرنٹرز لاہور

ناشر ______ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

قیمت ______ دوسو پچیس روپے

ملنے کے پتے

- مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- مکتبہ العارفی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
- مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ
- مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت
- مکتبہ امدادیہ ملتان
- مکتبہ حقانیہ ملتان
- مکتبہ مجیدیہ ملتان
- مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
- اسلامی کتب خانہ اڈا کامی ایبٹ آباد
- مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد
- دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور
- مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ
- کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ گجرات

ساتھ تشبیہ اور تنظیر درست نہیں ہے کیونکہ حقیقی اور حکمی نماز دو الگ الگ حالتوں میں ہوتی ہے۔ کما لا یخفی۔

بارھویں حدیث:

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے اسودؒ[1] بن عامرؒ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسنؒ[2] بن صالحؒ نے بیان کیا اور وہ ابو الزبیرؒ[3] سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت جابرؓ[4] سے، وہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من کان لہٗ امام فقرأۃ الامام لہٗ قرأۃ — یعنی جس آدمی نے امام اقتداء کر لی ہو تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

لہ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور احد الاثبات لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۱ ص ۳۳۵) امام ابن معینؒ ان کو لا باس بہ اور ابن مدینیؒ ان کو ثقہ اور ابو حاتمؒ ان کو صدوق اور صالح اور ابن سعدؒ ان کو صالح فی الحدیث کہتے ہیں۔ اور ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۳۴۰) اور حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں (تقریب ص ۳۹)

۲ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام اور القدوہ لکھتے ہیں۔ ابو حاتمؒ ان کو ثقہ حافظ اور متقن کہتے ہیں (تذکرہ جلد ص ۲۰۱) امام احمدؒ ان کو ثقہ اور ابن معینؒ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں، امام ابو زرعہؒ ان کو متقن فقیہ عابد اور زاہد کہتے ہیں، ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں، ابن سعدؒ ان کو فقیہ، حجت، صحیح الحدیث اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ دار قطنیؒ ان کو ثقہ اور عابد کہتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۲۸۵) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ فقیہ اور عابد تھے (تقریب ص ۸۶)

۳ ابو الزبیر کا نام محمدؒ بن مسلمؒ بن تدرسؒ تھا۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور المکثر لکھتے ہیں۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۱۹) امام ابن معینؒ، نسائیؒ اور یحیی القطانؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں، یعقوبؒ بن شیبہؒ ان کو ثقہ اور صدوق اور ابن مدینیؒ ان کو ثقہ اور ثبت اور ابن سعدؒ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ ابن عدیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ محدث ساجیؒ کا بیان ہے کہ وہ احکام میں حجت تھے (تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴۱) عطاءؒ بن ابی رباحؒ کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت جابرؓ سے احادیث کی سماعت کر کے واپس آتے اور آپس میں مذاکرہ اور تکرار کرتے تو ابو الزبیرؒ حفظ روایات اور ان کی ادائیگی میں ہم سب سبقت لے جاتے تھے (ترمذی جلد ۲ ص ۲۴ و مسند دارمی ص ۴۹)

۴ یہ روایت مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۹، شرح مقنع الکبیر جلد ۲ ص ۱۱، فتح الملہم جلد ۲ ص ۲۴ اور بغیۃ الالمعی جلد ۲ ص ۱۰ وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔

اس حدیث کا مطلب اور مفہوم بھی بلکہ من وعن الفاظ بھی وہی ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں اور یہ روایت سابق کی طرح اس بات پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اس روایت کے جملہ روات ثقہ اور ثبت ہیں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس سند پر فریقِ ثانی کی طرف سے کوئی اعتراض راقم کی نظر سے نہیں گذرا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابوالزبیرؒ مدلس تھے اور وہ اس روایت کو عنعنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن یہ سوال باطل ہے۔

اولاً۔ اس لیے کہ حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ جمہور محدثین ابوالزبیرؒ کی معنعن حدیثوں کو صحیح سمجھتے ہیں (زاد المعاد جلد ۴ ص ۵۰)

وثانیاً۔ پہلے توجیہ النظر کے حوالہ سے نقل کیا جاچکا ہے کہ ابوالزبیرؒ کا شمار ان مدلسین میں ہے جن کی تدلیس کسی صورت میں مضر نہیں ہے۔ ایک سند یوں آتی ہے عن ابی الزبیر عن سعید بن جبیرؒ... الخ امام دارقطنیؒ لکھتے ہیں۔ ھذا اسناد صحیح (جلد ۱ ص ۱۳۳) امام دارقطنیؒ ان کی معنعن سند کو بھی صحیح کہتے ہیں۔

وثالثاً۔ حضرت عبداللہؓ بن شدادؒ وغیرہ ان کے ثقہ متابع موجود ہیں۔ بہر حال یہ روایت متصل اور صحیح ہے، اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حافظ شمس الدینؒ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں۔

وھذا اسناد صحیح متصل رجالہ کلھم ثقات۔ کہ یہ سند صحیح اور متصل ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔
(شرح مقنع الکبیر جلد ۲ ص ۱۱ برحاشیہ مغنی)

حافظ شمس الدینؒ کا ترجمہ پہلے نقل کیا جاچکا ہے اور علامہ ذہبیؒ ان کو الامام اور شیخ الاسلام لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۴ ص ۲۷۳) مؤلف خیر الکلام نے ص ۴۸ و ص ۴۸۱ میں دارقطنیؒ اور بیہقیؒ کی روایتوں کا سہارا لے کر حسنؒ بن صالحؒ اور ابوالزبیرؒ کے درمیان جابر جعفی کا واسطہ بتایا ہے مگر مسند احمد کی سند میں کوئی واسطہ نہیں اور یہ روایت صحیح اور متصل ہے جیسا کہ ابھی ابن قدامہؒ کے حوالہ سے عرض ہوچکا ہے۔

تیرھویں حدیث: امام ابن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے مالکؒ بن اسمٰعیلؒ نے بیان کیا وہ حسنؒ

۱؎ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ، عدیم النظیر، الثبت اور التحریر لکھتے ہیں (تذکرہ جلد ۲ ص ۱۹۰) حافظ ابن کثیرؒ لکھتے
باقی حاشیہ نمبر ۱ اور نمبر ۲ اگلے

بن صالحؒ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابوالزبیرؒ سے اور وہ حضرت جابرؓ سے اور وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کل من کان لہ امام فقرأتہ لہ قرأۃ۔

(الجوھر النقی جلد ۲ صـ۱۵۹)

ہر وہ شخص جس نے امام کی اقتداء کرلی ہو تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ اس روایت کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں، علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں ھذا اسناد صحیح (الجوھر النقی) کہ یہ سند بالکل صحیح ہے۔

چودھویں حدیث: امام[1] عبدالرحمٰنؒ بن حمیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابونعیمؒ[2] نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حسنؒ بن صالحؒ نے بیان کیا وہ ابوالزبیرؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت جابرؓ[3] سے اور وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہٗ قرأۃ — کہ جس کا امام قرأت کرتا ہو تو اس کے امام کی قرأت ہی اس مقتدی کی قرأت ہے۔

یہ روایت بھی صحیح ہے، علامہ آلوسیؒ اس کو علیٰ شرط مسلم صحیح کہتے ہیں (روح المعانی جلد ۹ صـ۱۳۴)

(بقیہ حاشیہ پچھلا صفحہ نمبر ۲ مکمل) ہیں کہ وہ احد الاعلام ومن ائمۃ الاسلام تھے اور فرماتے ہیں کہ انھوں نے مصنف نامی ایک کتاب لکھی ہے نہ ان سے پہلے کسی نے ایسی کتاب لکھی ہے اور نہ بعد (البدایہ جلد ۱۰ صـ۳۱۵) حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ اور حافظ لکھتے ہیں۔ (تقریب صـ۲۱۳)

۲ (پچھلا صفحہ) علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الحجۃ لکھتے ہیں (تذکرۃ جلد ۱ ص۳۶۴) حافظ ابن حجرؒ ان کو ثقہ اور متقن لکھتے ہیں (تقریب صـ۲۴۴) امام نسائیؒ، عجلیؒ، ابوحاتمؒ اور یعقوبؒ بن شیبہؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں، ابن حبانؒ اور ابن شاہینؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ عثمانؒ بن ابی شیبہؒ ان کو صدوق، ثبت، متقن اور امام الائمۃ کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ صـ۴) باقی رواۃ کی توثیق گذر چکی ہے۔

[1] علامہ ذہبیؒ ان کو الامام اور الحافظ لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کان من الائمۃ الثقات (تذکرہ جلد ۲ صـ۱۰۳) ان کی وفات ۲۴۹ھ میں ہوئی ہے۔

[2] ان کا نام فضلؒ بن دکینؒ تھا۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ اور الثبت لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ۱ ص۳۳۶) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے (تقریب صـ۳۰۰) باقی رواۃ کا ترجمہ پہلے گذر چکا ہے۔

[3] یہ روایت الجوہر النقی جلد ۲ صـ۱۵۹، فتح القدیر جلد ۱ صـ۲۳۹، شرح نقایہ جلد ۱ صـ۸۰ اور روح المعانی جلد ۹ صـ۱۳۴ وغیرہ میں موجود ہے۔

مزید معلومات کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر (۱/ ۳۹۷، ۲/ ۲۷۹) نمازِ پیغمبر ﷺ (ص ۸۵) جزرفع الیدین وجزالقراۃ مترجم اوکاڑوی (۷۲، ۱۸۵، ۳۱۸، ۲۸۹)

۷) امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''تیسرا راوی ابوالزبیر ہے جو پرلے درجہ کا مدلس ہے اور یہاں وہ عن سے روایت کرتا ہے، اس لئے حدیث صحیح نہیں۔'' (تجلیات صفدر ۲/ ۲۸)

سلسلہ مطبوعات ۲۳

حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیارِ ردّ و قبول

از قلم

رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام
مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

ناشر اتحاد اهل السنة والجماعة پاکستان

ومقصود الحافظ ان اسناد عمار فی الضربتین حسن والحدیث ضعیف لما ذکر، فالمعلوم ان حسن الاسناد او صحته لا یستلزم حسن الحدیث او صحته .

ابکار المنن ص ۲۲۵

یعنی ابن حجر کا مقصود یہ ہے کہ حضرت عمار والی حدیث کی سند حسن ہے، اور حدیث بوجہ مذکور ضعیف ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ سند کا حسن یا صحیح ہونا حدیث کے حسن اور صحیح ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔

ناظرین کرام! ہم نے حافظ ابن حجر کے کلام میں غور و فکر کیا مگر حافظ کے کلام میں اس کا کہیں اشارہ نہیں ہے کہ حافظ ابن حجر اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں، یا ان کا مقصود وہ ہے جو مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔ غیر مقلدین کی جماعت کا اتنا بڑا عالم بھی غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) اسی مسئلہ میں یعنی تیمم دو دفعہ ہاتھ مار کر کرنا چاہئے، حضرت جابر کی ایک حدیث ہے، حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، دار قطنی نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام بیہقی نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے، امام ذھبی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، غرض یہ تمام اجلہ محدثین حضرت جابر کی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔

لیکن مولانا مبارکپوری کو ان محدثین کا فیصلہ قبول نہیں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ اس حدیث کو ابوزبیر مکی نے عن سے روایت کیا ہے اور ابوزبیر مدلس ہیں، اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا، پس ابوزبیر کی یہ روایت بھی مقبول نہیں۔ (ابکار ص ۲۲۷) سبحان اللہ جو راز ان جلیل القدر محدثین پر نہیں کھلا، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب نے اس راز سے پردہ اٹھادیا۔ اور ابوزبیر مکی کا عنعنہ

صحیح حدیث کورد کرنے کا حیلہ بن گیا، منکرین حدیث نے غیر مقلدین کی اس طرح کی باتوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

(۳) احناف کا مذہب یہ ہے کہ اقامت کے کلمات دوہرے کہے جائیں گے۔ علامہ نیموی نے اس بارے میں بھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری کی حدیث بیان کی ہے اس حدیث کو صحیح سند سے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے، حافظ ابن حزم اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: هذا اسناد في غاية الصحة۔ یعنی سند انتہائی درجہ کی صحیح ہے،اور اس انتہائی درجہ کی صحیح سند والی حدیث کے بارے میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں۔

قلت لاشك ان رجاله رجال الصحيح لكن في صحة اسناده نظر وان زعم ابن حزم انه في غاية الصحة لان فيه الاعمش وهو مدلس ،(ابکار ص ۲۹۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں، مگر اس حدیث کا صحیح ہونا تسلیم نہیں، اس لئے کہ اس کی سند میں اعمش ہیں اور وہ مدلس ہیں۔

جی ہاں! امام اعمش مدلس ہیں اس لئے ان کی صحیح حدیث بھی صحیح نہیں ہے، تو پھر اس کا احساس امام بخاری اور امام مسلم کو کیوں نہیں ہوا آخر انھوں نے امام اعمش مدلس کی روایتوں سے اپنی کتابوں کو کیوں بھر رکھا ہے۔

افسوس محدثین نے تو اصول اس لئے بنائے تھے کہ ان سے احادیث رسول کی حفاظت ہو گی، مگر غیر مقلدین کے اکابر نے ان اصولوں کو صحیح احادیث کے رد کرنے کا ذریعہ بنالیا اور پھر بھی دعوئی یہی ہے کہ ہم ہی ہیں پاسبان کتاب وسنت۔

(۴) قرأت خلف الامام کے بارے میں مشہور روایت ہے من كان له امام فقراءة الامام له قراءة۔ یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے،اس کی صحت

میں کوئی شبہ نہیں، دنیائے سلفیت کے جلیل القدر محدث شیخ البانی فرماتے ہیں۔

اس کو ابن ابی شیبہ نے دار قطنی نے ابن ماجہ نے بہت سی سندوں سے ذکر کیا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اس کو قوی کہا ہے، امام بصیریؒ نے بھی اس کی بعض سندوں کی تصحیح کی ہے۔

صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۱

غرض البانی صاحب کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، مگر مولانا عبدالرحمٰن نے ان تمام حقائق سے چشم پوشی کر کے نہایت درجہ تعصب کا اظہار کیا ہے، اور محض اس وجہ سے یہ حدیث قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں احناف کے مذہب کی روشن دلیل تھی اس کے بارے میں اپنا فیصلہ یہ سناتے ہیں۔

ان هذا الحديث ضعيف بجميع طرقه ۔ ابکار ص ۵۱۹

یعنی یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

اللہ اکبر! ایک طرف محدثین کا فیصلہ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور دوسری طرف غیر مقلدین کے پیشوا کا فیصلہ ہے کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے، اندازہ لگایئے کہ غیر مقلدین کے یہاں حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا معیار کیا ہوتا ہے، احادیث رسول ﷺ کے ساتھ غیر مقلدین اس قسم کا غیر سنجیدہ مذاق بھی کرتے ہیں، اور پھر یہ بھی گاتے ہیں "ما بلبلان نالاں گلزار ما محمد"

(۵) غیر مقلدین حضرات رفع یدین صرف تین جگہ یا چار جگہ کرتے ہیں یعنی ابتدائے صلوٰۃ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور بعض حضرات دو رکعت سے کھڑے ہونے کے وقت میں۔ جبکہ صحیح سندوں سے دونوں سجدوں کے درمیان بھی متعدد صحابہ و تابعین سے رفع یدین کرنا ثابت ہے، شیخ البانی فرماتے ہیں:

وصح الرفع هنا عن انس وابن عمرو ونافع وطاوس والحسن البصری وابن سیرین وایوب السختیانی کما فی